(بخاری) سب چیزیں نیست و نابود ہو جائیں گی۔ پھر بنائی جائیں گی۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ ﴿١٠٦﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٠٧﴾

ہم زبور میں پند و نصیحت کے بعد لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہو کر ہی رہیں گے ○ عبادت گزار بندوں کے لئے تو اس میں کفایت ہے ○ ہم نے تجھے تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے ○

سچا فیصلہ: ☆☆ (آیت: ۱۰۵-۱۰۷) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جس طرح آخرت میں دے گا' اسی طرح دنیا میں بھی انہیں ملک و مال دیتا ہے' یہ اللہ کا حتمی وعدہ اور سچا فیصلہ ہے جیسے فرمان اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ الخ' زمین اللہ کی ہے۔ جسے چاہتا ہے' اس کا وارث بناتا ہے' انجام کار پرہیزگاروں کا حصہ ہے۔ اور فرمان ہے' ہم اپنے رسولوں کی اور ایمانداروں کی دنیا میں اور آخرت میں مدد فرماتے ہیں۔ اور فرمان ہے' تم میں سے ایمان داروں اور نیک لوگوں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ انہیں زمین میں غالب بنائے گا جیسے کہ ان سے اگلوں کو بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو قوی کر دے گا جس سے وہ خوش ہے۔ اور فرمایا کہ یہ شرعیہ اور قدریہ کتابوں میں مرقوم ہے' یقیناً ہو کر ہی رہے گا۔ زبور سے مراد بقول سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ تورات' انجیل اور قرآن ہے۔ مجاہد کہتے ہیں' زبور سے مراد کتاب ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں' زبور اس کتاب کا نام ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام پر اتری تھی۔ ذکر سے مراد یہاں پر تورات ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' ذکر سے مراد قرآن ہے۔ سعید فرماتے ہیں وہ ہے' جو آسمانوں میں ہے یعنی اللہ کے پاس کی ام الکتاب۔ جو سب سے پہلی کتاب ہے یعنی لوح محفوظ۔ یہ بھی مروی ہے کہ زبور اور وہ آسمانی کتابیں جو پیغمبروں پر نازل ہوئیں اور ذکر سے مراد پہلی کتاب یعنی لوح محفوظ۔ فرماتے ہیں' توراۃ' زبور اور علم الٰہی میں پہلے ہی یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ امت محمدؐ زمین کی بادشاہ بنے گی اور نیک ہو کر جنت میں جائے گی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ زمین سے مراد جنت کی زمین ہے۔ ابو درداء فرماتے ہیں' صالح لوگ ہم ہی ہیں۔ مراد اس سے با ایمان لوگ ہیں۔ اس قرآن میں جو نبی آخر الزماں ﷺ پر اتارا گیا ہے' پوری نصیحت و کفایت ہے ان کے لئے جو ہمارے عبادت گزار بندے ہیں۔ جو ہماری مانتے ہیں۔ اپنی خواہش کو ہمارے نام پر قربان کر دیتے ہیں۔ پھر فرماتا ہے کہ ہم نے اپنے اس نبی کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے پس اس نعمت کی شکر گزاری کرنے والا دنیا و آخرت میں شادماں ہے اور ناقدری کرنے والا دونوں جہان میں برباد و ناشاد ہے۔ جیسے ارشاد ہے کہ کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا جنہوں نے نعمت الٰہی کی ناشکری کی اور اپنی قوم کو غارت کر دیا۔ اس قرآن کی نسبت فرمایا کہ یہ ایمان والوں کے لئے ہدایت و شفا ہے' بے ایمان بہرے اندھے ہیں۔

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک موقعہ پر اصحاب رسول اللہ ﷺ نے عرض کی کہ حضور ﷺ ان کافروں کے لئے بددعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا! میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور حدیث میں ہے' آپ فرماتے ہیں میں تو صرف رحمت و ہدایت ہوں۔ اور روایت میں اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ مجھے ایک قوم کی ترقی اور دوسری کے تنزل کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ طبرانی میں ہے کہ ابوجہل نے کہا' اے قریشیو! محمدؐ یثرب میں چلا گیا ہے۔ اپنے طلایئے کے لشکر ادھر ادھر تمہاری جستجو میں بھیج رہا ہے۔ دیکھو ہوشیار رہنا وہ بھوکے شیر کی طرح تاک میں ہے۔ وہ خار کھائے ہوئے ہے کیونکہ تم نے اسے نکال دیا ہے۔ واللہ اس کے جادوگر بے مثال ہیں۔ میں تو اسے یا اس

کے ساتھیوں میں سے جس کسی کو دیکھتا ہوں تو مجھے ان کے ساتھ شیطان نظر آتے ہیں۔ تم جانتے ہو کہ اوس اور خزرج ہمارے دشمن ہیں۔ اس
دشمن کو ان دشمنوں نے پناہ دی ہے۔ اس پر مطعم بن عدی کہنے لگے' ابوالحکم سنو! تمہارے اس بھائی سے جسے تم نے اپنے ملک سے جلاوطن کر دیا
ہے' میں نے کسی کو زیادہ سچا اور زیادہ وعدے کا پورا کرنے والا نہیں پایا' اب جب کہ ایسے بھلے آدمی کے ساتھ تم یہ بدسلوکی کر چکے ہو تو اب تو
اسے چھوڑ دو' تمہیں چاہئے اس سے بالکل الگ تھلگ رہو۔ اس پر ابوسفیان بن حارث کہنے لگا' نہیں تمہیں اس پر پوری سختی کرنی چاہئے۔ یاد
رکھو اگر اس کے طرفدار تم پر غالب آ گئے تو تم کہیں کے نہ رہو گے' وہ رشتہ دیکھیں گے نہ کنبہ' میری رائے میں تو تمہیں مدینے والوں کو تنگ کر دینا
چاہئے کہ یا تو وہ محمدؐ کو نکال دیں اور وہ بیک بنی دو گوش تن تنہا رہ جائے یا ان مدینے والوں کا صفایا کر دینا چاہئے۔ اگر تم تیار ہو جاؤ تو میں
مدینے کے کونے کونے پر لشکر بٹھا دوں گا اور انہیں ناکوں چنے چبوا دوں گا۔ جب حضور ﷺ کو یہ باتیں پہنچیں تو آپ نے فرمایا' اللہ کی قسم جس
کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں ہی انہیں قتل و غارت کروں گا اور قید کر کے پھر احسان کر کے چھوڑوں گا' میں رحمت ہوں' میرا بھیجنے والا اللہ
ہے۔ وہ مجھے اس دنیا سے نہ اٹھائے گا جب تک کہ اپنے دین کو دنیا پر غالب نہ کر دے۔ میرے پانچ نام ہیں۔ محمدؐ' احمدؐ' ماحی یعنی میری وجہ سے
اللہ کفر کو مٹا دے گا' حاشر اس لیے کہ لوگ میرے قدموں پر جمع کئے جائیں گے اور عاقب۔

مسند احمد میں ہے' حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدائن میں تھے۔ بسا اوقات احادیث رسول کا مذاکرہ رہا کرتا تھا۔ ایک دن
حضرت حذیفہ حضرت سلمان کے پاس آئے تو حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا' اے حذیفہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے
خطبے میں فرمایا کہ جسے میں نے غصے میں برا بھلا کہہ دیا ہو یا اس پر لعنت کر دی ہو تو سمجھ لو کہ میں بھی تم جیسا ایک انسان ہی ہوں۔ تمہاری
طرح مجھے بھی غصہ آ جاتا ہے۔ ہاں البتہ میں چونکہ رحمت للعالمین ہوں تو میری دعا ہے کہ اللہ میرے ان الفاظ کو بھی ان لوگوں کے لئے
موجب رحمت بنا دے۔ رہی یہ بات کہ کفار کے لئے آپ رحمت کیسے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن جریر میں حضرت ابن عباس رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ مومنوں کے لئے تو آپ دنیا اور آخرت میں رحمت تھے اور غیر مومنوں کے لئے آپ
دنیا میں رحمت تھے کہ وہ زمین میں دھنسائے جانے سے' آسمان سے پتھر کے برسائے جانے سے بچ گئے۔ جیسے کہ اگلی امتوں کے منکروں
پر یہ عذاب آئے۔

قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ
مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ وَاِنْ اَدْرِيْٓ
اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ
وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ
وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ وَرَبُّنَا
ع ۷ ۱۹ الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

کہہ دے کہ میری تو ساری وحی کا خلاصہ صرف اسی قدر ہے کہ تم سب کا معبود ایک ہی ہے' تو کیا تم بھی اس کے تسلیم کرنے والے ہو؟ ○ پھر اگر یہ منہ موڑ لیں تو کہہ
دے کہ میں نے تو تمہیں یکساں طور پر خبردار کر دیا ہے' مجھے مطلقاً علم نہیں کہ جس کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے' ○ وہ قریب ہے یا دور ہے؟ البتہ اللہ تعالیٰ تو کھلی اور ظاہر